الاسکا کے سفر کے تجربات اور ہومیو پیتھی کتاب سے متعلق بعض اہم امور کا تذکرہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 ستمبر 1997ء بمقام وائٹ ہارس۔کینیڈا)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ خطبہ جو سفر کے دوران آیا ہے یہ White Horse جگہ ہے جہاں سے ان کی لائبریری سے میں یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ یہ لائبریری جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ دیوار پر پینٹ ہوئی ہوئی لائبریری ہے۔ اس کا اس لائبریری سے کوئی تعلق نہیں جو آپ کے ذہن میں ہے اور یہ بھی ان عجیب باتوں میں سے ہے جو ہم نے اس سفر میں دیکھیں۔ ایک ایسا کمرہ جس کا نام لائبریری ہے اس میں ساری لائبریری دیواروں پہ پینٹ ہوئی ہوئی ہے۔

بہرحال اس مختصر تمہید کے بعد میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ ہم الاسکا کے سب سے اوپر کے مقام یعنی اس مقام سے احباب کو مخاطب ہوں گے یعنی جمعہ وہیں پڑھیں گے، جو نارتھ پول کے قریب ترین ہے۔ جیسا کہ ناروے میں ایک نارتھ کیپ ہے اسی طرح الاسکا میں بھی ایک ایسی جگہ ہے جو اگرچہ ساٹھ ستر میل ناروے والی نارتھ کیپ سے نیچے ہے یعنی اس کا فاصلہ تھوڑا سا زیادہ ہے مگر اس کے باوجود یہ امریکہ کا سب سے اوپر کا آخری مقام ہے جو نارتھ پول کے قریب تر ہے۔ تھوڑا سا اگرچہ میلوں میں فرق ہو جائے گا اس زبانی بیان میں لیکن ان تفاصیل کو ہم بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ کسی مجلس میں یا الفضل کے ذریعے جماعت تک پہنچا سکیں گے۔ اس

وقت تفصیل میں جانے کا موقع نہیں مگر جماعت کے عمومی علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ وہ نارتھ کیپ جہاں سے ہم نے ایک خطبہ دیا تھا اس کا تاریخی لحاظ سے اہم ہونا ایک ایسا معاملہ ہے جواب بھی دنیا کے لئے ایک چیلنج ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ وہ خطبہ ایک ایسی جگہ سے دیا گیا جہاں یا مسلسل دن رہتا ہے یا مسلسل رات اور جہاں غالباً اس سے پہلے کبھی کوئی نماز نہیں پڑھی گئی اور وہ خطبہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کا تعلق میں نے بیان کیا تھا کہ بعض پیشگوئیوں سے بھی ہے اور آئندہ بھی میں نہیں سمجھتا کبھی کچھ لوگ مشقت کر کے، محنت کر کے تاریخ بدلنے کی کوشش کریں گے اور وہاں جا کر وہ ساری دنیا سے مخاطب ہو کر ایک خطبہ دیں گے یا جمعہ پڑھیں گے۔ بہر حال یہ تو مستقبل کی باتیں ہیں۔ جو سابقہ تاریخ ہے اس میں وہ واقعہ ایک بے مثل واقعہ کے طور پر ہمیشہ کے لئے لکھا جائے گا۔

اب یہ خواہش تھی کہ امریکہ کے بھی اس آخری مقام سے خطبہ دوں جو امریکہ کے لحاظ سے نارتھ پول کے قریب ترین ہے لیکن جو الاسکا کا نقشہ ہم نے یہاں آ کر دیکھا ہے وہ ہمارے تصور سے بالکل مختلف نکلا ہے۔ اس وقت یعنی اس مہینے میں تمام ایسے رابطے جو Northern Most یعنی انتہائی شمالی مقام سے ممکن ہو سکتے تھے وہ یہاں کی زندگی کے اطوار کے مطابق بند ہو چکے ہیں اور قطع ہو چکے ہیں زیادہ سے زیادہ ایک بس مسافروں کو اس مقام تک لے کے جاتی ہے جہاں سے ناردرن سرکل یعنی Arctic سرکل کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سے آگے سب سفر بند ہیں۔ سفر بند اس لئے نہیں ہیں کہ وہاں برف بہت پڑی ہوئی ہے اور جیسا کہ ہم نے ناروے میں دیکھا تھا ہر طرف برف ہی برف تھی اور سڑکوں کو بھی باقاعدہ برفوں سے صاف رکھنا پڑتا تھا، یہ صورت نہیں تھی جس کی وجہ سے یہ سب شمالی سفر بند ہو گئے ہیں۔ الاسکا میں اکثر Visitor جو سیر سپاٹے کے لئے آتے ہیں ان کے لئے امریکہ نے بہت اشتہار بازی کر رکھی ہے۔ بہت سی ایسی پارکس (Parks) ہیں، بہت سے ایسے دلکش اور خوبصورت مناظر ہیں جو مسافروں کو الاسکا کی طرف کھینچتے ہیں اور جب تک مسافر اتنی تعداد میں آ رہے ہوں کہ ان کے دیکھ بھال کے اخراجات نکال کر منافع ہو سکیں اس وقت تک یہ لوگ اس کام کو جاری رکھتے ہیں۔ جب زیادہ ٹھنڈ ہو جاتی ہے اور واقعۃً ان کے لئے مستقلاً ہوٹلوں وغیرہ کا انتظام ممکن نہیں رہتا اس وقت یہ ان رابطوں کو ختم کر دیتے ہیں جو ان کے شمالی مقام سے ممکن ہے۔ چنانچہ یہاں آ کر ہمیں معلوم ہوا کہ ایک بس ہے جو زیادہ سے زیادہ Arctic Circle کے کنارے

جاتی ہے۔اس سے باہر کی طرف یعنی اس کے پرلی طرف جانے کے لئے لطف الرحمٰن صاحب نے جو ہمارے سارے سفر کا انتظام کر رہے ہیں انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کوئی جہاز مل جائے جسے ہم چارٹر کر کے شمالی حصے کی طرف جا سکیں لیکن سب کوششوں کے ناکام ہونے کے بعد بعض ایسے جہازوں کا انتظام انہوں نے کرلیا جن میں زیادہ مسافر نہیں بٹھائے جا سکتے تھے۔ دس پندرہ مسافر بٹھائے جا سکتے تھے مگر اس کے لئے بھی اتنے لمبے فاصلے کے لئے ان کو Spare یعنی زائد پٹرول کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اگر وہ پٹرول کے ٹینک ساتھ اٹھالیں تو پھر مسافروں کی تعداد پانچ دس رہ جائے گی اور ہمارے قافلے کے لئے اس قسم کے انتظامات کے ذریعے نارتھ پول کی طرف جانا ممکن نہیں تھا۔ یہ محض ایک لغو کوشش ہوتی اور خطرناک بھی کیونکہ ایسا جہاز جس نے اپنا پٹرول اٹھایا ہوتا کہ رستے میں بھرے اور شمالی جو تیز ہوائیں ہیں ان کے لئے بھی اس کا پوری طرح دفاع کا انتظام نہ ہو، بعض دفعہ شمالی جھکڑ اتنا تیز چلتے ہیں کہ چھوٹے جہازوں کی حیثیت نہیں رہتی کہ وہ ان جھکڑوں کا مقابلہ کر سکیں، اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اس پروگرام کو ختم سمجھا جائے۔

جہاں تک الاسکا کا تعلق ہے یہاں آنا بے کار نہیں رہا۔ میں جماعت کو پوری طرح مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سفر بہت معلوماتی رہا ہے۔ ہمارے ہاں عموماً الاسکا کا جو تصور ہے وہ بالکل مختلف ہے یا کم سے کم مجھے تو الاسکا کے متعلق وہ معلومات حاصل نہیں تھیں جو یہاں آنے کے بعد حاصل ہوئیں۔ جہاں تک لطف الرحمٰن صاحب کا تعلق ہے انہوں نے بھی یہ معلومات اس اشتہاری لٹریچر سے حاصل کی تھیں جو حیرت انگیز طور پر الاسکا کو بڑا اور عظیم دکھاتا ہے اور دور دور سے مسافروں کو کھینچتا ہے۔ یہ کاروبار وہ ہے جس میں امریکن اشتہار باز دنیا کی چوٹی پر ہیں، خواہ الاسکا کا شمالی حصہ دنیا کی چوٹی پر ہو یا نہ ہو مگر ان کی اشتہار بازی دنیا کی چوٹی پر ہے۔ جو نقشے کھینچے گئے تھے وہ بالکل مختلف نکلے۔ حیرت انگیز طور پر ایک اور دنیا ہم نے دیکھی ہے۔

الاسکا کا شمالی حصہ جہاں ہم پہنچے جہاں ایک لاکھ کی آبادی کا ایک بہت بڑا شہر آباد ہے وہاں اتنی گرمی تھی کہ سیر کے دوران ہمیں کوٹ اور سویٹر اتار دینے پڑے اور کمروں کے اندر بھی کولر، ایئر کنڈیشنر چل رہے تھے۔ باہر کی دنیا سوچ بھی نہیں سکتی کہ الاسکا کے سب سے شمالی شہر میں اس قدر گرمی پڑتی ہوگی اور انتہائی شمال میں بھی اگرچہ سردیوں میں ساٹھ درجے Minus تک ٹمپریچر پہنچ

جاتا ہے مگر گرمیوں میں وہاں بھی گرمی ہی ہے اور زیادہ گرمی نہ سہی کم گرمی ہوگی مگر یہ سارا علاقہ الاسکا کا ایک خشک علاقہ ہے۔ اس کا ناروے کے شمال سے کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ناروے کا شمال ایک انتہائی خوبصورت علاقہ ہے جو جھیلوں سے مرصّع ہے، جہاں کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں، جہاں ہر موڑ پر نئے چشمے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ایک ایسا علاقہ ہے جس کا بیان بھی یہاں ممکن نہیں مگر خدا تعالیٰ کی صناعی کی ایک حیرت انگیز مثال پیش کرتا ہے۔ وہی تصور لئے ہوئے ہم الاسکا آئے تھے۔ اگرچہ وہ تصور تو منہدم ہوگیا مگر معلومات میں اضافے کا جہاں تک تعلق ہے وہ اپنی جگہ اسی طرح قائم ہے۔ بہت سی نئی معلومات یہاں کی زندگی کے متعلق، یہاں کے حالات کے متعلق، یہاں کے جانوروں کے متعلق ایسی حاصل ہوئی ہیں کہ جن کا پہلے سے کتابی علم کے نتیجے میں ہمیں کچھ علم نہیں تھا۔ پس احباب جماعت کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ سفر بیکار گزرا۔ وہاں بھی بعض بہت خوبصورت علاقے تھے اس میں کوئی شک نہیں۔ بہت سی جھیلیں بھی تھیں۔ بہت سے پانی کے بہتے ہوئے دریا، یا دریا نما شکل کے کچھ نالے بھی تھے۔ مگر ان کا تعلق اس برف سے ہے جو بہت تھوڑی پڑتی ہے مگر سردی زیادہ ہونے کی وجہ سے اسی طرح رہ جاتی ہے اور گرمی کے مہینوں میں وہی برف آہستہ آہستہ پگھل کر یہ جاری رہنے والے دریا بنادیتی ہے اور درختوں کی زندگی کا سامان مہیا کرتی ہے۔ بہر حال یہ وہ تفصیل ہے جس میں میں اس وقت جانا نہیں چاہتا صرف مختصراً آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ الاسکا ایک الگ دنیا ہے اور جب تک انسان یہاں خود آئے نہ، اسے کتابوں میں پڑھ کر اس دنیا کا پورا تصور نہیں ہوسکتا۔ خشک ترین علاقہ جو شمال تک جاتا ہے یہ الاسکا ہے۔ اسے غالباً 1840ء یا اس کے لگ بھگ روس نے امریکہ کے پاس بیچ دیا تھا لیکن روس کا اپنا علاقہ جو الاسکا سے ملا ہوا ہے وہ بہت زیادہ شمال تک بلکہ قطب شمالی کے قریب تک پہنچتا ہے اور اس پر روس کا مکمل قبضہ ہے۔ اس کے مقابل پر کینیڈا کا جو شمالی حصہ ہے وہ ناروے کے نارتھ کیپ سے بھی بہت آگے بڑھا ہوا ہے اور اس کا ایک شمالی علاقہ ایسا ہے جو ہمیشہ منجمد برف کے اوپر واقع ہے اس کا نام الرٹ (Alert) ہے غالباً اور یہ دراصل الرٹ ان معنوں میں ہے کہ دفاعی ضروریات کے لئے اور بعض سائنسی تحقیقات کے لئے وہاں کینیڈا نے اپنے دائمی سٹیشن بنا رکھے ہیں۔ اس سٹیشن پر ہمارے ایک احمدی دوست حمید اللہ شاہ صاحب بھی متعین رہے ہیں اور وہ اس علاقے کے متعلق پہلے بھی مجھے لکھا کرتے تھے کہ گرمیوں میں بھی اور سردیوں میں بھی

اکثر درجہ حرارت منفی ساٹھ دکھائی دیتا ہے۔ وہ علاقہ وہ ہے جہاں گرمیوں میں Poler Bear دکھائی دیتے ہیں اور یہ پولر بیئر کی سرزمین ہے لیکن آج کل جو سردیاں شروع ہو چکی ہیں آج کل آپ کو کسی علاقے میں وہاں پولر بیئر دکھائی نہیں دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سردیوں میں پولر بیئر Hibernate کرتا ہے یعنی دم روک کر ایسی نیند میں ڈوب جاتا ہے جس میں سانس کی رفتار نامعلوم ہونے کے برابر ہے۔ بہت ہی آہستگی کے ساتھ سانس چلتا ہے تا کہ جسم کی توانائی ضائع نہ ہو۔ دل کی دھڑکن کم ہوتے ہوتے معدوم سی ہو جاتی ہے اور یہ چند مہینے پولر بیئر (Poler Bear) اس نیند کی حالت میں گزارتا ہے۔ اس کی ساری چربی اس وقت پگھل پگھل کر اس کو توانائی دیتی ہے اور جب یہ توانائی ختم ہو رہی ہو اس وقت باہر نکلنے کا وقت آتا ہے۔ پھر یہ مختلف قسم کے شکار کرتا ہے جس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں لیکن اتنا آپ کو علم ہونا چاہئے کہ پولر بیئر ایک بہت طاقتور جانور ہے، اتنا طاقتور جانور کہ دوسرے ریچھ کی طاقت اس کے مقابل پر کچھ بھی نہیں ہے۔ نہایت تیز رفتار جانور ہے جو برف پر اتنا تیز دوڑتا ہے کہ خشکی پر گھوڑے اتنا تیز نہیں دوڑ سکتے۔ بہر حال پولر بیئر کے متعلق وہی دلچسپ باتیں ہیں جو اتفاقاً میں نے اپنی اس کتاب میں جو شائع ہونے کے قریب پہنچ گئی ہے اس میں پہلے ہی درج کر رکھی تھیں۔ مگر یہاں پہنچ کر جو یہ خیال تھا کہ دائیں بائیں ہر طرف پولر بیئر دکھائی دیں گے یہ محض ایک کہانی تھی اور پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر ہم یہی سمجھ رہے تھے کہ الاسکا بھی اس برفانی علاقے تک محیط ہے جس میں ہر طرف بیرونی جو سردی کے جانور یا برفوں کے جانور لومڑیاں، بھیڑیئے اور پولر بیئر اور بعض عجیب قسم کے پرندے ہیں یہ ساری چیزیں دیکھنے کا تصور لئے ہوئے ہم یہاں پہنچے تھے۔ مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے واقعاتی طور پر الاسکا ایک اور چیز ہے اور اشتہاری پراپیگنڈے کے لحاظ سے ایک اور چیز دکھائی دیتا ہے۔ تو میں جماعت کو یہ خوشخبری تو نہیں دے سکتا کہ ہم نے ایک اور نارتھ کیپ دریافت کر لی، جو دریافت کی بھی ہے اگر ہم ہوائی جہاز کے ذریعے وہاں پہنچتے بھی تو وہاں بھی برفیں کوئی نہیں تھیں۔ سارا علاقہ خشک پڑا ہے۔ وہاں کی آبادی بھی اسی خشکی میں رہتی ہے۔ ہاں سردیوں کے زمانے میں آہستہ آہستہ برف پڑتے پڑتے کچھ منظر شمال کا پیدا ہو جاتا ہے مگر وہ سارا سال باقی نہیں رہتا۔ یہ ایک وجہ بنی کہ اس کے نتیجے میں میں نے پھر بعض ایسے دوستوں کو جو ایٹلسز Atlases پڑھنے اور اس کے نتیجے نکالنے کے ماہر ہیں یہ کام دیا تھا کہ یہ

سارا کام منظّم کریں تا کہ آئندہ جماعت کو اگر کوئی غلط معلومات پہنچی ہوں تو درست بھی ہو جائے اور جماعت کا جغرافیائی علم پہلے سے بڑھ جائے اور خطبات کا ایک یہ بھی مقصد ہوتا ہے جو براہ راست دینی تو نہیں مگر چونکہ آنحضرت ﷺ نے علم کے متعلق فرمایا کہ **العلم علمان۔علم الادیان و علم الابدان**۔تو اس لئے میں اپنے خطبات میں بعض مادی دنیا کی معلومات بھی جماعت کو مہیا کرتا رہتا ہوں جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا جو علمی معیار ہے وہ دینی طور پر ہی اونچا نہیں بلکہ دنیاوی طور پر بھی اونچا ہے اور اونچا ہوتا چلا جا رہا ہے۔پس انشاء اللہ یہ شمالی حصوں کے متعلق جب بھی معلومات مکمل ہو جائیں گی میں احباب کے سامنے ان کو پیش کر سکوں گا۔

ایک اور چیز،ایک اور فائدہ جو اس دوران مجھے حاصل ہوا وہ فائدہ بھی تھا اور ذہنی تکلیف کا موجب بھی تھا لیکن بعد میں شاید مجھے اس کا ذکر کرنے کا تفصیل سے موقع نہ ملے میں اب آپ کو سمجھا رہا ہوں۔میری ایک کتاب ہے ہومیوپیتھی کے متعلق جس کو میں نے جلسے میں احباب جماعت کے سامنے پیش کیا تھا۔یہ کتاب ہے،بہت خوبصورت سرورق ہے اور اس کی بعض تعریفیں میں نے خود کی تھیں جو بالکل غلط تھیں اس لئے میں معذرت بھی پیش کر رہا ہوں اور یہ وعدہ بھی کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ اس کتاب کی تصحیح کی جائے گی۔وہ معلومات میں نے غلط اس لئے پیش کیں کہ مجھے غلط معلومات دی گئی تھیں اور اس لحاظ سے میرا قصور نہیں تھا مگر یہ قصور ضرور تھا کہ مجھے خود دیکھ کر کتاب سے معلوم کر لینا چاہئے تھا کہ یہ معلومات درست نہیں ہیں۔جن احباب کی یا خواتین کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ ریپرٹری (Repertory) تیار کریں اس کے متعلق جلسے میں بھی میں نے بیان کر دیا تھا کہ میں بار بار سمجھا چکا ہوں،سمجھا چکا تھا ان کو کہ اس کو Repertory نہیں کہتے،Repertory اس طرح تیار کی جاتی ہے لیکن بالآخر بہت کچھ سمجھانے کے بعد انہوں نے صحیح Repertory میرے سامنے پیش کر دی،میں ضمناً بتا دوں کہ Repertory سے مراد وہ آخری باب ہے ہومیوپیتھی کتابوں کا جس میں علامتوں کے ذریعے ہر شخص آسانی سے متعلقہ دوا کی طرف منتقل ہو سکتا ہے اور اس صفحے کی نشاندہی کر سکتا ہے جس پر متعلقہ دوا کا ذکر ہو یہ Repertory ہے۔عام طور پر ایسے لیکچرز میں جہاں باقاعدہ جسم کے حصوں کا الگ الگ ذکر نہ ہوا ان میں Repertory بہت ضروری ہوا کرتی ہے مثلاً کینٹ ہے اس کا ہومیوپیتھک فلسفے پر ایک لیکچروں کا سلسلہ ہے۔کینٹ نے یہ طریق اختیار

نہیں کیا کہ پہلے سر پھر ناک، کان، منہ، چہرہ، گردن، جسم کا باہر کا حصہ، جسم کا اندر کا حصہ ان سب کی تفاصیل الگ الگ عنوانات بنا کر دے۔ اس نے اپنے تجربے سے ہومیوپیتھی کے فلسفے پر روشنی ڈالی اور مختلف ذکر مختلف جگہ پھیلے پڑے ہیں۔ سر کا ذکر اس کے لیکچرز کے آخر پر بھی آ سکتا ہے۔ مختلف دواؤں کا جو رابطہ ہے اس کو بھی وہ بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ میرے پاس اتنا وقت تو نہیں تھا کہ جو آج کل مروجہ کتابیں ہیں مثلاً بورک کی کتاب ہے اس کے مطابق تفصیل سے تیاری کر کے ہر جسم کے حصے پر الگ الگ بات کرتا۔ اس کے باوجود میری خواہش تھی کہ جماعت کو ہومیوپیتھی کا کچھ علم ہو جائے اور اپنا علاج کرنے میں وہ خود کفیل ہو سکے۔ اس خواہش کی وجہ سے میں نے لیکچرز کا یعنی ان تقاریر کا آغاز کیا جو ہومیوپیتھی کے سلسلے میں میں ایک کلاس میں دیتا رہا۔ آخر پر پہنچ کر مجھے یہ احساس پیدا ہوا کہ یہ ناممکن ہے کہ احباب جماعت جن کو ہومیوپیتھی کے آغاز کا بھی پورا علم نہیں اگر وہ میری کتاب کو پوری طرح سمجھ بھی جائیں تو پھر وہ بیماریوں سے واپسی کا سفر اختیار کر سکیں اور دواؤں کی صحیح نشاندہی کر سکیں، اس صفحے تک پہنچ سکیں جن صفحوں پر ان دواؤں کا ذکر ہے۔ اس وجہ سے میں Repertory پر زور دیتا رہا۔ اس کو Repertory کہتے ہیں اور میں نے بہت دفعہ اس ٹیم کو اور اس ٹیم کے سربراہ کو سمجھایا کہ دیکھو یہ مقصد ہے۔ ہر انسان جس کا بیماری سے رابطہ ہو وہ اس بیماری کی الگ شناخت رکھتا ہے اور ضروری نہیں کہ اس بیماری کو آپ نے جس جگہ بیان کیا ہے وہ اس بیماری کو وہیں جا کے تلاش کرے۔ ایک بیماری کی مختلف علامتیں ہو سکتی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ دیکھنے والا اپنے تجربے کے لحاظ سے ان علامتوں کو کسی اور جگہ تلاش کر رہا ہو اور آپ نے جو Repertory بیان کی ہے اس کو کسی اور جگہ دیکھنا چاہئے جس کا ہو سکتا ہے اس کو بالکل علم نہ ہو۔ یہ Repertory سے متعلق امور تھے جو میں نے اپنی دانست میں تفصیل سے سمجھا دیئے۔

اس الاسکا والے سفر کا ایک بڑا فائدہ مجھے یہ پہنچا ہے کہ عام طور پر میں بیماریوں کے لئے بورک کا میٹریا میڈیکا استعمال کرتا ہوں وہ مہیا نہیں تھا تو میں نے اپنے عملے سے کہا کہ لاؤ، (سلیم صاحب ہمارے یہ کام کر رہے ہیں) کہ اچھا میرے والی کتاب ہی لے آؤ میں اسی میں دیکھ لوں۔ وہاں جو میں نے Repertory دیکھی اس سے تو میرے ہوش اڑ گئے۔ یہ Repertory میرے تصور کے قریب تک نہیں پہنچتی۔ باوجود اس کے کہ ہمارے دفتر کے ایک عملے میں ایک ایسے تجربہ کار ہومیوپیتھ موجود ہیں، جلسے کا دباؤ غیر معمولی تھا Repertory کو میں آخری دفعہ اپنی

آنکھوں سے خود نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مجھے یقین دلایا گیا پیش کرنے والوں کی طرف سے کہ اب ہم آپ کے مقصد کو سمجھ گئے ہیں، اب سو فیصدی بعینہٖ وہی چیز ہم بنا کے لے آئے ہیں اب اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوسکتا۔ اب جلسے کا دباؤ آپ جانتے ہیں اس دفعہ غیر معمولی تھا اور یہ اس وقت میرے سامنے پیش کیا گیا جب کہ یہ کتاب چھپتی جیسا کہ وعدہ کیا گیا تھا یا نہ چھپتی۔ تو میں نے کتاب کے چھپنے کو ترجیح دے دی اور کہا کہ اچھا فلاں صاحب، جو ہمارے تجربہ کار پرانے ہومیو پیتھ سمجھے جاتے ہیں، ان سے کہا کہ یہ میں نے سمجھایا تھا آپ دیکھ لیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے واقعۃً وہی ہے یا کچھ اور ہی کیا ہوا ہے۔ ان صاحب نے اپنی لاعلمی کی وجہ سے بالآخر مجھے یہ تسلی دلائی کہ آپ نے جو کچھ سمجھایا تھا انہوں نے وہ سمجھ لیا ہے اور اب یہ Repertory اسی طرح تیار ہے۔

جو تیار ہے اس کا حال میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ کوئی مریض جس کو معین طور پر بیماریوں کا کوئی نام یاد نہ ہو ہرگز ان کی Repertory کے ذریعے اپنی بیماری تک نہیں پہنچ سکتا۔ بہت سی مثالیں ہیں جو میں نے آپ کے سامنے رکھنے کے لئے تیار کی تھیں مگر میں اس وقت چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مثلاً پیاس کا بیماریوں سے بہت تعلق ہے۔ پیاس کم ہو، زیادہ ہو، نہ ختم ہونے والی بھڑکی لگی ہو یا تھوڑے تھوڑے پانی کی ہو ہر بیماری کی شناخت میں پیاس ایک اہم کردار ادا کرتی ہے اور Repertory میں پیاس کا کوئی خانہ ہی نہیں ہے۔ آپ Repertory تلاش کریں، جیسا کہ میں نے کی تھی، میں حیران رہ گیا پیاس نام کی کوئی چیز ہی نہیں۔ پھر میں نے کہا منہ خشک ہونے کے اندر ہوگا تو منہ دیکھا تو منہ کے اندر کوئی دیکھنے کی چیز نہیں تھی سوائے اس کے کہ منہ کے چھالے اور ناسور اور آگے دوائیوں کے نام لکھے ہیں اور کچھ بتایا نہیں کہ یہ چھالے کس قسم کے ہیں۔ تھوک والے منہ کے چھالے ہیں، خشک منہ کے چھالے ہیں، زبان کے کناروں پر ہیں یا زبان کے بیچ میں ہیں۔ یہ ساری چیزیں میں اپنے لیکچرز میں سمجھا چکا ہوں۔

Repertory اس کو کہتے ہیں کہ اگر انہوں نے منہ کو لینا تھا تو منہ کے اندر زبان کی بات کرتے، منہ کے اندر اس کے پہلوؤں کے کلّوں کی بات کرتے، کلّوں کے چھالے اور ہیں، زبان کے چھالے اور ہیں، زبان کی نوک کی بیماری اور ہے، زبان کے مرکز پر جو علامتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ ایک اور چیز ہیں۔ تو اگر کسی کی مدد کرنی ہو کہ وہ صحیح بیماری کو شناخت کر سکے تو اول مثلاً منہ کے نیچے یہ

چاہئے تھا کہ خشک منہ سے تعلق رکھنے والی دوائیں۔ خشک منہ سے تعلق رکھنے والی ایسی دوائیں جن میں جتنا بھی پانی پیا جائے منہ پھر بھی خشک رہے گا۔ منہ خشک، وہ دوائیں دی جاتیں، صفحے دئے جاتے، منہ خشک، وہ بیماریاں منہ خشک ہونے کی جو اعصابی بے چینی سے تعلق رکھتی ہوں جیسا کہ آرسنک اور بار بار گھونٹ گھونٹ پینے کو جی چاہتا ہو تو منہ خشک اور پیاس کا بھی ذکر ساتھ ہی چل پڑتا۔ گلوں کے زخم اور ہیں، زبان کے پہلوؤں کے زخم اور ہیں، زبان کے پچھلے حصے کے زخم اور ہیں، زبان کی نوک کے زخم اور ہیں، یہ ساری چیزیں اسی ہیڈنگ کے نیچے الگ الگ صفحوں کے سامنے لکھی ہوتیں پھر سطروں کا نمبر ہمارے کام آسکتا تھا۔ پھر کسی مریض کو اپنے منہ کی بیماری میں جب ضرورت پیش آتی وہ کسی معین صفحے تک پہنچ سکتا تھا۔ مگر اب تو اس کے نیچے جو فہرست دی ہوئی ہے چھالوں کی اس میں چالیس پچاس دوائیں ہوں گی اور پڑھنے والے کو بالکل پتا نہیں چل سکتا کہ یہاں کون سے چھالوں کا ذکر ہے، کون سے ناسوروں کا ذکر ہے میں کہاں تلاش کروں۔ وہ صفحہ نمبر اور سطر نمبر سے ایک جگہ پہنچ تو سکتا ہے مگر بعض دفعہ چالیس، پچاس پچاس دوائیں ایک عنوان کے نیچے اسی طرح دی ہوئی ہیں اور ان میں سے کسی دوائی کے متعلق نہیں لکھا کہ اس دوائی کا اس بیماری سے تعلق ہو تو فلاں صفحے کو دیکھو، اس دوا کا فلاں بیماری سے تعلق ہو یا اس بیماری کا فلاں جسم کے حصے سے تعلق ہو تو فلاں جگہ دیکھو یہ کوئی ذکر نہیں۔

اب میں نے جس چیز کو تلاش کرنا تھا میں نے پھر اپنی یادداشت سے کیا کیونکہ پچاس یا ساٹھ صفحوں کا مطالعہ ایک ایک کر کے دیکھنا ایک ایسا کارِ دارد تھا جو خود مجھے اپنی ذات میں ایک مصیبت دکھائی دے رہا تھا کہ بے چارے احمدیوں کو میں نے کس مصیبت میں ڈال دیا۔ وہ بھولے بھالے محض اس لئے مجھے تکلیف نہیں دیتے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ چلو کتاب تو لکھ دی کوئی فائدہ تو ہو گیا باقی ہم خود تلاش کرلیں گے۔ محض مجھے تکلیف سے بچانے کے لئے انہوں نے خاموشی برداشت کی ہے ورنہ کوئی ہومیوپیتھی کا علم رکھنے والا اس Repertory کو جو ہمارے سامنے ہے اس کو پھاڑ کے پھینک دے۔ کسی کام کی نہیں ہے، کوئی بھی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ بعض بیماریاں آپ کو کہیں گی فلاں صفحہ دیکھو۔ وہاں ایک لفظ کالا کیا ہو گا۔ اس کا منہ کالا ہے اس سے زیادہ اس Repertory میں کوئی بھی فائدہ نہیں کہ آپ اسے دیکھ سکیں۔ عجیب و غریب حرکتیں ہیں مثلاً ایک جگہ لکھا ہوا ہے ''جھٹکا''۔ اب جھٹکا کیا چیز ہے۔ کون پاگل ہے جو جھٹکے میں اپنے اعصاب کے پھڑکنے کو تلاش کرے گا۔ کون پاگل ہے جو

جھٹکے کے نیچے کلّوں کے پھڑ کنے کو تلاش کرے گا یا آنکھ کے پھڑ کنے کو تلاش کرے گا۔ کون ہے جو جھٹکے کے نیچے یہ دیکھے گا کہ اگر کسی کو فلاں بیماری ہو تو اس کے جسم کے دائیں حصے کے اعصاب کو جھٹکا لگتا ہے یا بجلی کے کوندے ایک جگہ سے دوسری طرف دوڑتے ہیں اور ان کوندوں کی وجہ سے جھٹکے کا احساس ہوتا ہے۔ ان سب باتوں میں سے کسی کا بھی کوئی ذکر نہیں اور عنوان دیا ہوا ہے ''جھٹکا''۔ اب یہ جھٹکا، مضمون سے جھٹکا کیا گیا ہے ورنہ حقیقت میں جھٹکے کے نیچے یہ ساری بیماریاں جو آپ کو بتا رہا ہوں یہ کوئی شخص تلاش نہیں کر سکتا۔ بجلی کا جھٹکا لگتا ہے وہ 'ب' کے نیچے بھی آنا چاہئے ''بجلی'' اور جھٹکے کے نیچے بھی آنا چاہئے۔ وہ جھٹکا جو بجلی کا جھٹکا ہو اس فہرست میں بیماریوں کے جھٹکے کے نیچے آنا چاہئے تھا کہ فلاں بیماری کا اعصابی جھٹکوں سے تعلق ہے یہ جھٹکے مختلف نوعیت کے ہیں اور جس شخص نے معلوم کرنا ہو کہ وہ دوا کون سی ہے وہ اپنے تجربے کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرے کہ میں نے آنکھ کے پھڑ کنے کو تلاش کرنا ہے جھٹکے کے نیچے یا کلے کے پھڑ کنے کو یا اندرونی طور پر اعصاب کے دھڑ کنے کو جھٹکوں کے نیچے تلاش کرنا ہے یا سوتے میں نیند سے پہلے جھٹکے کی بات ہو رہی ہے یا سونے کے بعد نیند کی حالت میں جو جھٹکا لگتا ہے اس کی مجھے ضرورت ہے۔ اب ان باتوں میں سے ایک کا بھی ذکر نہیں صرف جھٹکا لکھا ہے۔ پیاس کا کوئی ذکر نہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے پیاس کے ذریعے مرض شناخت کئے جاتے ہیں۔ منہ کی خشکی کا کوئی ایسا ذکر نہیں جس کے ذریعے آپ امراض کی تلاش کر سکیں۔

یہ دیکھتے دیکھتے جب میں نے اور مطالعہ کیا تو مجھے پتا چلا کہ یہ ساری Repertory بالکل بیکار اور نکمی چیز ہے۔ اس کا ایک ذرے کا بھی فائدہ نہیں اور میں نے مفت میں جماعت کو مصیبت ڈال دی ہے یہ تعریف کر کے جلسے پر کہ بڑی اچھی Repertory تیار ہوئی ہے آپ کو فوراً دوائیں مل جائیں گی۔ اس لئے معذرت ہے جماعت سے اور ایک وعدہ ہے کہ انشاء اللہ آئندہ ان باتوں کو اس گروہ کے ذریعے نہیں جنہوں نے بہت محنت کی ہے مگر بنیادی طور پر Repertory کے علم سے ناواقف تھے، اس گروہ کو میں دوبارہ مقرر نہیں کروں گا بلکہ میرے اندازے کے مطابق اس کام کو جب میں پوری طرح سمجھاؤں گا، صحیح طریق پر ادا کرنے کے قابل سید عبدالحیٔ صاحب ہیں جو ناظر تالیف و تصنیف ہیں۔ سید عبدالحیٔ صاحب میں میں نے یہ خوبی دیکھی ہے کہ جب بھی ان کو کوئی بات معین سمجھا دی جائے خواہ وہ ذاتی علم نہ بھی رکھتے ہوں، ذاتی علم والوں کی تلاش کرتے ہیں اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان کو میں

نے کسی کتاب کے متعلق ہدایت کی ہو اور بعینہٖ وہی چیز انہوں نے تیار نہ کی ہو، اللہ تعالیٰ کے فضل سے گہری فراست حاصل ہے، بہت باریک بینی سے چیزوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

اس لیکچر میں نمونے کے طور میں نے چند باتوں کا ذکر کیا ہے۔ تفصیلی ہدایت میں انشاء اللہ تعالیٰ سید عبدالحیٔ صاحب کو بعد میں بھجوا دوں گا۔ اس لئے اب آئندہ Repertory کا انتظام ربوہ میں ہوگا وہ ماہر ہومیو پیتھ کو ساتھ شامل کرلیں۔ جو میں نے تبصرہ کیا ہے یہ ان کو بھی سنا دیں۔ جو باتیں مزید لکھ کے بھیجوں گا ان کو پیش نظر رکھیں تا کہ دنیا کے سامنے ایک ایسی Repertory ہو جس کی کوئی نظیر اور نہ ملتی ہو۔

دوسرا حصہ تھا زبان کے متعلق۔ میں نے بہت اصرار کیا، میں نے کہا دیکھیں بولنے کی زبان اور ہوتی ہے اور لکھنے کی زبان اور ہوتی ہے اور بسا اوقات میرے منہ سے ایک ایسا لفظ بھی نکل رہا ہوتا ہے جو ادا کرنا مقصود نہیں ہے۔ ایک ملتے جلتے لفظ یا ایک ملتی جلتی چیز کے تعلق میں وہ بیان کرتا ہوں لیکن دیکھنے والے جو مجھے دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں وہ سمجھ جاتے ہیں لیکن پہلا غلط تھا اب دیکھیں میں نے لیکن پہلے کہہ دیا جو درست نہیں ہے، جو لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں وہ میری بات اور میرے مضمون کو بالکل صاف سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یعنی اگر اس کو ہم کتاب میں بعینہٖ اسی طرح درج کر دیں تو پڑھنے والے اس سے کوئی اندازہ نہیں لگا سکیں گے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے آپ روزمرہ آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ کئی لوگ ایک لفظ بولیں گے وہاں سے ہٹ کے ایک اور پہ چلے گئے، وہاں سے ہٹ کے کسی اور کی طرف چلے گئے۔ کئی دفعہ غلطی سے کچھ اور لفظ بھی بول رہے ہیں۔ لوگ ہنس تو پڑتے ہیں مگر بات سمجھ جاتے ہیں۔ اگر اپنے گھر کے کھانے کی میز کی باتوں کو آپ کتابی شکل میں اسی طرح شائع کر دیں تو دنیا میں کسی کے پلّے کچھ نہیں پڑے گا کہ لطف الرحمٰن صاحب نے کیا کہا تھا، ان کے بچے نے کیا سمجھا اور آپس میں وہ کس بات پر ہنسے ہیں۔ تو یہ ایک دنیا کا دستور ہے اور اس دستور کے تعلق میں میں بارہا یہ اعتراف کر چکا ہوں کہ بعض دفعہ میرے ذہن میں ایک اور لفظ ہوتا ہے، جلدی میں وہ لفظ نہیں نکلتا کچھ اور لفظ جو ملتا جلتا ہے وہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ اب میں اس سلسلے میں ایک دو مثالیں غالباً آپ کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ مثلاً سلیشیا کے تعلق میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جانور اور انسان ایک وقت میں ایک ہی جگہ سے پانی پیتے تھے۔ یہ درست ہے کہ ایک ہی وقت

میں پیا کرتے تھے لیکن اب بھی پیتے ہیں۔ بہت سے پانی ایسے ہیں جن کا گند دکھائی نہیں دیتا اس میں جراثیم ہوتے ہیں اور جانور اور انسان ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں جو گندا اور خطرناک ہوتا تھا۔ اب 'تھا' کا لفظ ایک تاریخی پس منظر کی وجہ سے میرے منہ سے نکلا ہے۔ ہومیو پیتھی کے تعلق میں 'تھا' کا لفظ غلط ہے۔ مجھے یہ بھی کہنا چاہئے تھا کہ جانور اور انسان بسا اوقات ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں جو انسانوں کے لئے گندا اور خطرناک ہوتا ہے مگر جانوروں پر کوئی اثر نہیں رکھتا۔ اس کے آگے لکھا ہوا ہے ''جراثیم تو ہیں لیکن چونکہ جانوروں نے لمبا عرصہ خود دفاع کی صلاحیت حاصل کی ہے'' یہ بالکل غلط بات ہے جانوروں نے خود صلاحیت کہاں سے حاصل کر لی۔ کہنا یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دفاع کی صلاحیت جانوروں کو بخشی ہے اور اس کے بعد میں ایک جگہ وضاحت بھی کی ہوئی ہے کہ اس صلاحیت کو استعمال کرنے پر وہ اس لئے مجبور ہیں کہ ان کے پاس کوئی ڈاکٹر، کوئی دواساز نہیں۔ جب وہ اس خداداد صلاحیت کو ہر بیماری کے دفاع میں استعمال کرنے پر مجبور ہوتے ہیں تو ان کی وہ صلاحیت بیدار رہتی ہے اور اتنی طاقتور ہو جاتی ہے کہ اکثر بیماریوں کا خود مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے ''جو کہ جانوروں نے لمبا عرصہ خود دفاع کی صلاحیت حاصل کی ہے اس لئے ان کا دفاع مضبوط ہے''۔ ''دفاع مضبوط ہے'' والی بات درست ہے۔ پہلے فقرے کو درست ہونا چاہئے تھا۔ جس نے بھی اس کو صحیح کتابی اردو میں ڈھالا تھا اس کو مطلب سمجھ آ گیا تھا وہ ساتھ بتاتا کہ یہ وجہ ہے کہ انسان کے جسمانی اندرونی دفاع اور جانور کے جسمانی اندرونی دفاع میں فرق ہے ''جب سے انسان نے اپنا علاج خود کرنا چاہا ہے اس کے بعد سے جسم خاموش ہو گیا ہے''۔ یہ بھی بالکل غلط ہے۔ ''علاج کرنا چاہا'' جانور بھی اپنا علاج خود کرتے ہیں، وہ بھی بُوٹیاں کھاتے ہیں مگر انسانی کوششیں جو اپنے علاج کے سلسلے میں ہیں انہوں نے بہت حد تک بیماریاں پیدا کرنے والے جراثیم کو مارنے کی کوشش کی ہے۔ اکثر علاج کے ذریعے ان جراثیم کو مارا گیا ہے جو بیماریاں پیدا کرتے ہیں اس لئے اندرونی نظام جو ان جراثیم کو مارنے کے لئے کافی تھا اس نے رفتہ رفتہ کام چھوڑ دیا اور رفتہ رفتہ وہ کمزور پڑتا چلا گیا۔

اب اگر اینٹی بائیوٹکس بار بار دی جائیں تو آپ کے جسم کے اندر جو بھی خدا تعالیٰ نے دفاع بنا رکھا ہے اس دفاع کو عملی طور پر آپ ناکارہ کر دیں گے یعنی اینٹی بائیوٹکس وہ کام کریں گی جس کے بغیر بھی ایک صحتمند انسان کا جسم وہ کام کر سکتا تھا۔ اس قسم کی مثالیں میں نے دی ہوئی ہیں ساری کتاب

میں بھری پڑی ہیں، پڑھنے والے کو صاف سمجھ آ جانا چاہئے تھا یا جس نے زبان درست کی ہے اسے سمجھ آ جانا چاہئے تھا کہ یہاں ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کو درست کریں۔ اب سلیشیا کے متعلق اس میں لکھا ہوا ہے کہ سلیشیا اس احساس کو دوبارہ زندہ کرتی ہے اور اس کے سوا ایک ایسی عبارت ہے کہ گویا 'ہر بیرونی چیز کو پگھلا دیتی ہے' اب یہ بالکل غلط بات ہے۔ میں نے مضمون سمجھایا تھا، کیڑوں کو اور بعض جانوروں کو جن کو یہ باہر نہیں پھینک سکتی ان کو پگھلاتی ہے۔ جن کو باہر پھینک سکتی ہے وہاں پیپ بنا کر ان کو باہر پھینک دیتی ہے تو کتاب کے اندر یہ لکھا گیا ہے کہ یہ چیزوں کو پگھلا دیتی ہے۔ چیزوں میں تو پتھر بھی ہے کنکر بھی ہے، بندوق کی گولیاں، چھرے بھی شامل ہیں۔ یہ ہرگز ان کو نہیں پگھلاتی۔ جن کو باہر پھینکنے کی صلاحیت نہیں رکھتی یا پھینکنا چاہے تو وہ پھینکے نہیں جا سکتے اس لئے ان کو اندر ہی پگھلا دیتی ہے۔ مثلاً پاؤں کے اندر بعض کیڑے ہیں Filariasis کے کیڑے کہلاتے ہیں جن میں پاؤں سوج جاتا ہے اور ان کو پورے کے پورے کیڑوں کو باہر نکالنا نہ کسی جراح کے بس کی بات ہے نہ سلیشیا کے بس کی بات ہے۔ سلیشیا یہ کام ضرور دکھاتی ہے کہ ان کیڑوں کو اندر ہی پگھلا دیتی ہے، وہ پانی بن کے بہہ جاتے ہیں، ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

اب یہ وہ چیزیں ہیں جو میں اپنی تقریروں کے درمیان کھول چکا ہوں اور اگر بیان کرنے میں غلطی ہوگئی ہے تو ہر شخص جس نے اردو درست کرنی تھی اس کا فرض تھا کہ اس کو درست کر کے پیش کرتا۔ اب مثلاً انتڑیوں کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے کہ انتڑیاں بیرونی جلد تک اثر دکھاتی ہیں، ناک کی جلد خشک ہو جاتی ہے۔ حالانکہ کہنا یہ تھا، جو شاید میں نے کہا بھی ہو مجھے یاد نہیں، کہ انتڑیاں جو خود اندرونی جھلیاں ہیں، بعض دفعہ انتڑیوں کی بیماریاں اگر ٹھیک نہ ہوں بلکہ انتڑیوں سے صرف ان کو دھکیلا جائے تو وہ بیرونی جلد یعنی ناک کے کنارے پر اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ اسی طرح انتڑیوں کی بیماریاں بعض اوقات منہ پر اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ منہ کے اندر جو نقشہ بنتا ہے اس سے آپ انتڑیوں کی بیماریاں پہچان سکتے ہیں۔ اسی طرح رحم کی بیماریاں ہیں۔ کہنا یہ تھا اور یہ دوبارہ میں سمجھا رہا ہوں کیونکہ عبدالحئی صاحب نے اس پہ کام بھی کرنا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ دو قسم کی سطحیں ہیں جو بدن کو عطا ہوئی ہیں۔ بیرونی سطح کو ہم جلد کہتے ہیں اندرونی سطح کو جھلی کہتے ہیں۔ تو بعض بیماریاں ایسی ہیں جن کا جلد سے بھی تعلق ہے اور اندرونی سطح یعنی جھلیوں سے بھی تعلق ہے اور بعض دفعہ یہ دونوں جگہ ظاہر ہو رہی

ہوتی ہیں۔ اگر ایک جگہ ٹھیک کرنے کی بجائے دبا دیا جائے تو دوسری جگہ وہ زیادہ زور دکھائیں گی۔ مثلاً بعض بیماریاں ہیں جن کا انتڑیوں سے بھی تعلق ہے اور جلد سے بھی۔ جلد میں وہ سورائسز کہلاتی ہیں یعنی سورا کا اثر۔ اگر زبردستی جلد پر سے ان کو ٹھیک کیا جائے تو وہ لازماً اندرونی جھلیوں یعنی انتڑیوں کو ایسا بیمار کر دیں گی کہ بعض دفعہ ان کا علاج پھر ممکن نہیں رہتا۔ یہ مقصد ہے جو میں نے اپنی کتاب میں جگہ جگہ مختصر لفظوں میں بیان بھی کیا ہے۔ بعض جگہ صحیح، بعض جگہ زبان نے ٹھوکر کھائی اور غلط لفظ بولا گیا۔ جنہوں نے مجھے یقین دلایا کہ اس کی اردو بالکل ٹھیک ہوگئی ہے ان کو اگر میں باقی مثالیں دوں تو ان کو بھی پسینے آجائیں گے۔ بعض جگہ ایسے لفظ لکھے ہوئے ہیں اردو کے جن کا کوئی وجود ہی نہیں ہے مثلاً اگر ''پیارا'' کہنا ہو، آپ ''پیافا'' کہہ دیں یا ''بیافا'' کہہ دیں تو یہ کون سی اردو ہے۔ وہ اب میں نہیں بیان کرتا کیونکہ جن لوگوں نے بھی یہ کام کیا ہے کتابی اردو بنانے میں یا Repertory تیار کرنے میں انہوں نے محنت ضرور کی ہے۔ ان بے چاروں کا اختیار نہیں تھا کہ بعینہٖ جو میں سمجھا رہا ہوں وہ عملاً اس میری خواہش کو ایک تحریر میں ڈھال سکیں لیکن اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ ان لوگوں نے بے انتہا محنت کی ہے۔ اگر خود انہوں نے اپنے آپ کو پیش نہ کیا ہوتا تو آج یہ کتاب جماعت کے سامنے نہ ہوتی۔ پس Repertory والے حصے کو آپ سرِ دست بھول جائیں اور زبان کی درستی والے حصے کو بھی اگر آپ کے کہیں پسینے چھٹیں تو برداشت کریں کیونکہ اس پر میرا کوئی بس نہیں۔ میں نے اتفاقاً کھول کے دیکھا تو ایک صفحہ پر ہی ایسی خوفناک غلطیاں نکلی ہیں کہ وہ لطیفوں کے طور پر تو بیان کی جاسکتی ہیں، کسی معقول کتاب کا حصہ نہیں بن سکتیں۔

پس اس تمہید کے ساتھ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو نئی نعمت ملے گی یہ بھی الاسکا کے سفر کا ایک احسان ہے جو میری ذات پر بھی ہے اور جماعت پر بھی ہوگا۔ پس لطف الرحمٰن صاحب ایسے تبصروں سے بددل نہ ہوں جن میں ان کو بتایا گیا کہ ہم تو کچھ اور سمجھ رہے تھے، کچھ اور ہی نکلا۔ ان کا یہاں لانا اور ہمارے جغرافیائی علم میں اضافہ کروانا اور پھر ہومیوپیتھی کے متعلق ایک مستقل ضروری کام کروا دینا جو ان کے ذہن میں نہیں تھا، یہ تقدیر الٰہی تھی جس نے ایک بہت بڑا کام دکھایا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کو جزاء دے اور نئی کتاب کے سلسلے میں بھی انشاء اللہ آپ لوگوں کی دعائیں جہاں مجھے بھی پہنچیں گی، پہلے کام کرنے والوں کو بھی پہنچیں گی ان دعاؤں میں لطف الرحمٰن صاحب کو

بھی یاد رکھ لیں کہ غیر ارادی طور پر انہوں نے ایسا کام کروا دیا جو میرے لئے ویسے ممکن نہیں تھا۔ میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ میں اپنی کتابوں کو خود پڑھ سکوں خاص طور پر اس کتاب کو۔ مجھے اتنا پتا ہے کہ میں نے لکھوائی ہے تو مجھے پتا ہے کہ کوئی چیز کہاں ملنی چاہئے لیکن کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے تو میں بورک کو استعمال کرتا ہوں اس کا میٹیریا میڈیکا بہت اچھا ہے مگر انگریزی دانوں کے لئے ہے اور صاحب علم لوگوں کے لئے ہے۔ تھوڑا علم رکھنے والوں کے لئے اور عام سادہ لوگ جو جماعت احمدیہ میں کثرت سے موجود ہیں جن کی تعلیم بھی تھوڑی ہے وہ اس کتاب سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے وہ کافی نہیں۔ ان کے لئے نئی Repertory کا لکھنا اور اس کتاب کی زبان درست کرنا لازم ہے۔ پس امید ہے انشاء اللہ بہتر صورت میں یہ کتاب آپ کی خدمت میں آئندہ چند مہینوں میں (سید عبدالحئی صاحب کے اوپر ہے وہ کب تک یہ تیار کر دیتے ہیں) پیش کر دی جائے گی۔

جہاں تک استفادے کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب سے احباب جماعت نے اور خواتین نے بہت استفادہ کیا ہے۔ جن کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ کبھی گھر بیٹھے اپنا علاج یا اپنے بچوں کا علاج کر سکیں گے یہ کتاب پڑھنے کے بعد Repertory کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کتاب کے مضمون کی وجہ سے آہستہ آہستہ ان کے ذہن میں ہومیوپیتھی کا بنیادی تصور جم گیا ہے اور اس کے فائدے کے قائل ہو چکے ہیں، اس سے استفادہ کرنے کے قائل ہو چکے ہیں اور جو خط مجھے مل رہے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق سے مغرب تک کثرت سے احمدی گھر ایسے ہیں جن کے لئے یہ کتاب مفید ثابت ہوئی ہے پڑھنے کے نتیجے میں، نہ کہ Repertory کے نتیجے میں۔

اس ضمن میں میں ایک مختصر ذکر حفیظ بھٹی صاحب کا اور ان کی بیگم چھیری بیگم کا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چونکہ دواسازی کے کام کے لئے وقف ہیں ان پر میرا کوئی شکوہ نہیں۔ انہوں نے بہت ہی اچھا دواسازی کا کام کیا ہے اور اس کے علاوہ اسلم خالد صاحب ہیں ہمارے دفتر میں جنہوں نے دواؤں کی تقسیم کا اور ڈبے بنوا بنوا کر ان کو جماعتوں میں بھجوانے کا ذمہ سنبھالا۔ یہ دو فوائد ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر قسم کی تنقید سے بالا ہیں۔ کمزوریاں تو ہیں اور ابھی پوری طرح پھیلی نہیں مگر میری نظر ان پر ہے اور میرا دونوں سے رابطہ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ بالآخر ساری دنیا کو ہومیوپیتھی ادویہ مفت مہیا ہو جائیں اور ہومیوپیتھی ادویہ بنانے کا طریقہ بھی آ جائے۔ جب یہ کام مکمل ہو گا تو

انشاء اللہ تعالیٰ ہومیو پیتھی کا فیض جو سارے عالم پر محیط ہوگا اس سے بنی نوع انسان کی بڑی خدمت ہوگی اور غریب احمدی گھروں کے اوپر ایک احسان ہوگا کہ وہ مغرب میں بستے ہوں یا مشرق میں بستے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنے علاج میں خودکفیل ہو جائیں گے۔اس لئے یہ آخری بات ہے جو مجھے آپ سے کہنی تھی۔

اب خطبہ کا وقت ختم ہونے میں صرف پانچ منٹ باقی ہیں۔اس میں میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ خطبہ میں میں نے جو گیمبیا کے متعلق جماعت کو خوشخبری دی تھی اگر چہ وہ بعینہ درست تھی، لفظاً لفظاً وہ اعلان جو حکومت گیمبیا کی طرف سے ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخباروں کو دیا گیا تھا وہ میں نے جماعت کے سامنے رکھ دیا تھا۔اس کا وہ حصہ جو اس بد بخت مولوی کی ذلت و رسوائی سے تعلق رکھتا تھا وہ جیسا اس وقت درست تھا ویسا اب بھی درست ہے اور گیمبیا کی حکومت کو یہ جرأت نہیں ہے کہ اگر وہ مولوی بکواس کرے بھی تو اس کو شائع کروا کے خود اپنی ذلت کا سامان کرے۔اس مولوی کو صدر کی طرف سے اور اس وزیر کی طرف سے جس نے ساری شرارت میں بنیادی کردار ادا کیا ہے ایسی گندی گالیاں پڑ چکی ہیں کہ جو مباہلہ اس پر ٹوٹنا تھا وہ ٹوٹ گیا ہے بلکہ ٹوٹ پڑا ہے اور اب جو کچھ ہو کوئی اس تقدیر کو بدل نہیں سکتا۔ جو تبدیلی ہے وہ اور قسم کی ہے۔تبدیلی یہ واقع ہوئی ہے کہ دنیا کو دکھانے کے لئے انہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق ایسے ایسے اعلان کئے جن پر عمل کرنے کی ہرگز ان کی نیت نہیں تھی۔حکومت صرف یہ چاہتی تھی کہ بڑی تشہیر ہو ان باتوں کی گیمبیا میں اندر بھی اور باہر بھی جس سے ساری دنیا کے احمدی جو مشتعل ہو کر ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں وہ اپنے ہاتھ اٹھالیں اور کہیں سب کچھ ٹھیک ہو گیا اور وہ حکومتیں جو گیمبیا کی حیثیت کے متعلق متفکر تھیں اور افریقہ کی حکومتیں خاص طور پر جو گیمبیا کو بتا رہی تھیں کہ تم اب درست ہو جاؤ ورنہ تم افریقہ کا حصہ نہیں رہو گے یا تمہیں لازماً انصاف کی حکومت کو قبول کرنا ہوگا اور یہ انصاف کا معاملہ اپنے تمام شہریوں سے برابر کرنا ہوگا یا پھر ان حکومتوں کی پیروی میں جو مذہبی انتہا پسند اور جنونی ہیں اپنا تعلق افریقہ کے ملکوں سے کاٹو اور جہاں جانا ہے چلے جاؤ۔ یہ دباؤ تھا جو بڑے زور اور شدت کے ساتھ افریقن ممالک اور ان کی حکومتوں نے گیمبیا کی حکومت پہ ڈالا تھا اور بعض بیرونی مغربی ممالک بھی اس میں شامل تھے۔ان کو دکھانے کی خاطر انہوں نے ٹیلی ویژن پہ وہ ساری باتیں بیان کیں کہ ہم تو سو فیصدی سیکولر ہو چکے ہیں اور دیکھ لو

ہم صرف جماعت احمدیہ کی تائید میں ہی بڑے عظیم مضبوط ارادے نہیں رکھتے بلکہ جماعت احمدیہ کے مخالفین کو ذلیل کرنے اور کچل دینے کے لئے ہم نے ایک عزم کر رکھا ہے اور یہ حکومت کا فیصلہ ہے، یہ ہماری کیبنٹ کا فیصلہ ہے۔ یہ اعلان ہو گیا اور وہاں کے امیر صاحب کو یہ اطلاع دی کہ کیبنٹ کا جو اصل فیصلہ ہے وہ تحریری طور پر آپ کو پہنچے گا۔ وہ فیصلہ جو پہنچا ہے وہ فیصلہ ہی اور ہے یعنی ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، اور کھانے کے اور ہیں۔ یہ محاورہ اگر کسی حکومت پر استعمال ہو سکتا ہے تو گیمبیا کی حکومت پہ استعمال ہو سکتا ہے۔ مگر ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ یہ سلسلہ پھر جاری ہو گیا ہے۔ تمام دنیا کی جماعتوں کو ان کے اس پرانے فیصلے سے جو اعلان ہوا تھا اس سے اور نئے فیصلے جس کی تحریری اطلاع ہمارے امیر کو دی گئی ہے اس سے ہم مطلع کریں گے۔ ابھی چند دن کی مہلت میں نے دی ہے کہ اگر گیمبیا کی حکومت اپنے رویے کو درست کرتی ہے اور یقین دہانی کراتی ہے کہ ہم سے کوئی ایسا معاملہ نہیں ہوگا جو پہلے کبھی نہیں ہوا۔ سینتیس سالہ تاریخ میں جماعت سے جو تعلق گیمبیا کی حکومت نے رکھا تھا اگر سو فیصدی یقین ہو جائے کہ وہی تعلق برقرار رکھے گی، وہی سہولتیں ہمارے سارے ڈاکٹروں کو دے گی، وہی سہولتیں ہمارے سارے اساتذہ کو دے گی اس یقین دہانی کے بعد ہم واپس جائیں گے لیکن اب اگر انہوں نے دوبارہ یہ کام نہ کیا تو پھر گیمبیا سے بیرون گیمبیا احمدی خدمت کرنے والوں کا تعلق ہمیشہ کے لئے کٹ جائے گا۔ پھر اللہ کی تقدیر جو چاہے ان سے سلوک کرے۔ جو انہوں نے کرنا ہے کریں ہمیں پھر اس کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں۔ جب وہ شرافت اور صبر اور برداشت کی کوئی قدر نہیں کرتے، جب کہ سینتیس (37) سالہ خدمات کو انہوں نے خاک کی طرح یا جوتی کی نوک پر لیا ہے، اٹھا کے ایک طرف پھینک دیا ہے پھر جتنی چالاکیاں کر لیں وہ کسی اور سے کر سکتے ہوں گے ہم سے چالاکی نہیں کر سکتے۔ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بالغ، باشعور قیادت بخشی ہے ہرگز وہ کسی صورت میں بھی ہمیں دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اب اگر انہوں نے فوراً اس شرارت کا ازالہ نہ کیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ڈاکٹر جن کے میں نے وعدے کئے تھے کہ واپس جائیں گے، وہ بھی اب واپس نہیں جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ واپس جانے کا جب میں نے وعدہ کیا عوام کی خاطر کیا تھا اور انہی عوام کی حکومت نے ان کے رستے میں روکیں ڈالیں اور اب ایسی شرطیں لگا رہے ہیں جس کے بعد ان کا جانا عزت کا جانا نہیں ہو سکتا۔ یہ وقت چاہتے ہیں تا کہ اس عرصے میں

امیر عرب ممالک اور پاکستان سے بے شمار مالی امداد حاصل کرلیں اور پھر جس قیمت پر ہم یہ خدمت کر رہے ہیں اس سے سینکڑوں گنا زیادہ خرچ کر کے یہ گیمبیئن عوام کے لئے کوئی انتظام کرسکیں۔ شرارت ساری یہ ہے۔

پس اب میں جماعت کو اتنا بتاتا ہوں باقی انشاء اللہ اگلے ہفتہ تک جو خبریں آئیں گی وہ میں دوں گا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ذلیل ورسوا کردیا جس نے مباہلے کی برسرعام حامی بھری لیکن میں نے اس وقت بھی اشارہ کیا تھا کہ کچھ اور لوگ بھی اس کی پشت پر ہوسکتے ہیں اللہ ان کو جانتا ہے ان کو ہم حوالہ بخدا کرتے ہیں۔ یہ جو اشارہ تھا اسی غرض سے تھا کہ مجھے پتا تھا کہ کچھ شریر لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں مگر ہیں شریر۔ پس یہ آخری موقع ہے۔ اگر وہ شرارت سے باز نہیں آئیں گے تو اپنے ملک کی خدمت میں جو چاہیں کریں۔ گیمبیئن احمدی ہمیشہ قانون کا فرمانبردار رہے گا سوائے اس کے کہ اللہ کے قانون سے ان کا قانون واضح طور پر ٹکرائے۔ پس گیمبیئن احمدیوں کے لئے آج کے بعد یعنی اگلے ہفتہ تک یہ صورت واضح ہوجائے گی یا تو گیمبیئن احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کی پوری فتح کو دیکھیں گے یا ان کے مقدر میں پاکستانی احمدیوں کی طرح ایک انتظار ہوگا اور جس طرح پاکستانی احمدی ملک کی خدمت کر رہے ہیں بلکہ دوسروں سے بڑھ کر کر رہے ہیں، ملک کے وفادار ہیں بلکہ دوسروں سے بڑھ کر وفادار ہیں، گیمبیئن احمدیوں کو بھی یہی کرنا ہوگا لیکن ان کو خدا اور خدا کے حکم سے ٹکرانے کا یا ان حکموں کو نظرانداز کرنے کا کوئی قانون جاری کیا گیا تو وہ اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ گیمبیا کے احمدی پوری طرح قربانیاں دیں گے اور پاکستان کے احمدیوں سے کسی قیمت پہ بھی پیچھے نہیں رہیں گے۔

اس اعلان کے بعد باقی باتیں انشاء اللہ اگلے خطبہ میں پیش کروں گا۔ اب میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور ایک دفعہ پھر ان غلطیوں کی معذرت ہے جو ہومیوپیتھی کے سلسلے میں مجھ سے سرزد ہوئیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ